www.pklibrary.net

ردِّ عمل

www.pklibrary.net

ردِ عمل

جلال کو بالآخر فرصت مل ہی گئی۔ کہ وہ اپنی عیش و نشاط کی محفل کو چھوڑ اور وختِ رزم سے رخصت لے کر اپنے مرتے ہوئے چچا کو اُسکی درخواست پر ایک دفعہ دیکھ لے۔

ابھی ابھی تھوڑا سا مینہ پڑا تھا۔ حبیب منزل کے سامنے پانی نشیب میں کھڑا ہو گیا۔ صرف گذرنے کے لئے ایک چھوٹی سی مخدوش پگڈنڈی رہ گئی۔ جلال نے اپنی پتلون کے پائنچوں کو احتیاط سے سنبھالتے، ایڑیاں اٹھا اٹھا کر قدم رکھتے اور خاموشی کی زبان میں اس اہم طلب کی وقعت کو غیر ضروری گردانتے ہوئے اپنے چچا کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

سکینہ، جلال کی چچا زاد بہن نے دروازہ کھولا۔ اور پھیلتی ہوئی آنکھوں سے جلال کی طرف دیکھا۔ اور آنسو کا وہ قطرہ جو کہ پہلے آنکھ میں اٹکا ہوا تھا۔ اسکے چہرے پر ٹپک پڑا۔ کچھ حیرانی سے اُس نے کہا۔

"جلال، تم آگئے . . . . ابا جان کی امیدوں کے خلاف — وہ تمہیں ابھی ابھی یاد کر رہے تھے۔"

جلال نے بہن کی بات کو عجب بے توجہی سے سُنا۔ برامدے

www.pklibrary.net

کے اندر داخل ہوتے ہوئے اُس نے نیم بوسیدہ ٹاٹ سے اپنے بوٹوں کو نہایت اطمینان سے رگڑ رگڑ کر کیچڑ سے پاک کیا۔ ایک عام دنیا دار کی مانند جلال نے ظاہری اضطراب کا کوئی نشان چہرے پر ہویدا نہ ہونے دیا۔ نہ اُس کی آنکھیں اپنے حلقوں میں گھبراہٹ سے پھیلیں۔ نہ اُس کی رفتار میں خلاف معمول سرعت آئی۔ چیسٹر کو اتار کر کندھے پر ڈالتے ہوئے وہ برامدے کے دائیں کونے کے دریچے میں جو گلی میں کھلتا تھا۔ کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے ختم ہوتے ہوئے سگریٹ کا ایک لمبا کش لگایا۔ اور اُسے گلی میں پھینک دیا۔ سکینہ جو اپنی والدہ کو جلال کی آمد کی اطلاع دے کر آئی تھی بولی۔

"جلال ـــــ تم ابھی یہیں ہو بھائی؟"

"چچا کس کمرے میں ہیں؟ یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں سکینہ"

"اس کمرے میں . . . جس کے سامنے تم کھڑے ہو' جلال' جلدی پہنچو' تمہارے پہنچنے سے شاید اُن کی مضمحل طبیعت کچھ بہل جائے"

جلال نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ اندر داخل ہوتے ہی اُس کی نظر ڈاکٹر پر پڑی۔ ڈاکٹر کے ہاتھ میں ایک پُرانی سی سٹیتھوسکوپ تھی' دوسرے ہاتھ کی انگلی کو لبوں تک لے جاتے ہوئے اُس نے مطلق خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ جلال ایڑیوں کے بل چلتا ہوا کمرے کے داہنی طرف

www.pklibrary.net

ہولیا۔ وہاں سے اسے اپنے چچا حبیب احمد ادیب کا زرد چہرہ صاف طور پر نظر آرہا تھا۔ اس پر تھکاوٹ کے آثار اچھی طرح سے نمایاں تھے اس کا ہر ایک خط جو کسی نتیجہ خیز تجربہ زندگی کی نشانی تھا زیادہ گہرا ہو گیا تھا۔ نقاہت کی وجہ سے اس کی آنکھیں مکمل طور پر بند نہ تھیں بے روشن، نیم وا آنکھوں کے دھندلے پن کو دیکھ کر دل کو ایک وحشت سی محسوس ہوتی تھی۔

"یہ ہے زرد رُو، جھریوں والا، کل انچاس برس کا محنتی بوڑھا۔ جس کی بابت ملک الشعراء نے کہا تھا کہ وہ مکمل آدمی ہے۔" جلال نے دل میں کہا۔ "کتنا بڑا خطاب دیا اس نے۔ مکمل آدمی ہونا کتنا بڑا امتیاز ہے۔ آج کون آدمی صحیح طور پر مکمل کہا جا سکتا ہے۔"

معاً ادیب نے آنکھیں کھولیں اور اپنا منہ دائیں طرف موڑا۔ سامنے جلال کھڑا تھا۔ اس نے سلام کیا۔ لیکن ادیب نے صبر و سکون اور بے چینی کے مابین کشمکش کو محسوس کرتے ہوئے ماتھے پر تیور لا کر آنکھیں بند کر لیں۔ . . . . ان کے لب آہستہ آہستہ پھڑک رہے تھے۔ گویا ایک صدیوں سے آشنا، پُر حلاوت، جذبات سے لبریز، ایک قسم کے ہسٹریکل (Hysterical) بوسے کے لئے مرتعش ہوں . . . . اور جیسے اُن کی رُوح عریاں ہو کر قلب کی اندرونی تہوں

www.pklibrary.net

ماہیتوں میں ایک ایسے ہلکے، میٹھے، مدہوش کن صوتِ ازل اور ایک ایسی خنک سی تجلی کی متلاشی ہو جو اس مقام ہُو کی عمیق، بیکراں تاریکیوں میں اُس کے لئے شمع بردار ہو جائے۔ اور اُس کی رہنمائی کی وجہ سے وصلِ تمام ممکن .....

جلال نے اپنے بائیں طرف ادیب کی تصنیف کردہ کتابوں پر ایک چھچلتی ہوئی نظر ڈالی۔ الماری کے پاس ہی اخروٹ کی لکڑی کا ایک ہشت پہلو میز دھرا تھا۔ اس میں کہیں کہیں سپید گلکاری کی ہوئی تھی۔ میز کے اوپر قلم دوات، چائے کی ایک پیالی اور ایک دُہرا کیا ہُوا کاغذ پڑا تھا۔ جلال نے کاغذ کو ہاتھ میں لے لیا۔ لکھا تھا۔

'بوڑھے کے آنسو چار سُو بکھرے پڑے تھے۔
اُس نے ساری عمر کوئی ڈھنگ کا کام نہ کیا تھا۔
بوڑھے نے سر اٹھایا اور کہا ——
زندگی کے اسباب بکھرے پڑے ہیں،
سخی معشوق کی مسکراہٹوں کی مانند،
کسی غریب کے دل کی جمعیت کی مانند،
صرف ایک سبق رہ گیا ہے —— پشیمانی کا،
—— آموت! وہ بھی سکھا دے۔

"حبیب"

www.pklibrary.net

جلال کی طبیعت پریشان سی ہوگئی۔ وہ بے پرواضرور تھا مگر ایک لطیف ذہن اور ایک حساس دل کا مالک تھا۔ اُسکے مزاج کی مستقل دیوار متزلزل ہوگئی۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے کئی زرد، نیلے، سُرخ، مبہم سے حلقے ایک دوسرے میں خلط ملط ہوکر اس کی آنکھوں کے پاس کن پٹی سے چھوکر، انواع و اقسام کی اقلیدسی اشکال پیدا کرتے ہوئے فضا میں دُور و نزدیک پھیل رہے ہیں۔ اس کے ذہن میں آہستہ آہستہ ایک خلجان سی پیدا ہوئی۔ ایک غنودگی یا نیم غشی کی سی حالت میں اس کے قلب میں یک لخت ایک تحریک، ایک زبردست سی رو پیدا ہوئی۔ اور اُس نے چاہا۔ کہ وہ اپنے سامنے میز پر پڑی ہوئی پیالی کو اوندھا کر دے۔ یہ بے مطلب، لاحاصل خواہش کیوں پیدا ہوئی۔ جلال نہ جان سکا۔ وہ صرف اس بات سے واقف تھا۔ کہ ایک اندرونی طاقت اُسے ایسا کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔ ایک لمحہ کے لئے اُس نے دل کے ساتھ تصفیہ کر لیا کہ وہ ہرگز ہرگز پیالی کو اوندھا کرنے کے سے فضول خیال کو عملی جامہ نہیں پہنائے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلکہ اس قسم کے خیال پیدا ہونے پر اس نے اپنی کمزور طبیعت کو کوسا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس نے دیکھا۔ کہ جب تک وہ پیالی کو اوندھا نہ کرے گا۔ اسکے لئے زندہ رہنا مشکل ہوجائے گا ـــــ مشکل، ناممکن ۔ ۔ ۔ ۔ اور سب کے دیکھتے ہوئے

www.pklibrary.net

اُس نے پیالی کو اوندھا کر دیا۔ تھوڑی سی چائے میز پر سے بہتی ہوئی فرش پر گر گئی۔ سب حیرت سے جلال کی طرف دیکھنے لگے۔ ..... اسکے فوراً بعد ہی اسی قسم کا خیال پیدا ہوا کہ وہ رو دے۔ اس وقت جلال نے اپنی ذہنی تحریک کے خلاف جانا بالکل بے سود سمجھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اب نہ رونا اسکے بس کا روگ نہیں۔ اسوقت اُس نے اپنے آپ کو مکمل طور پر اندرونی حکم کے تابع کر دیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا .....

محفل عیش و انبساط سے نکل کر اس فوری درد و کرب کی فضا میں جہاں قہقہوں کی بجائے آنسو، جوانی کی بجائے بڑھاپا، ناکردہ گناہوں کی پشیمانی، موت گھوم رہے ہوں۔ اُس کا جی نہ لگا۔ جلال نے ایک عجب انداز سے شانے پھر کائے۔ اور نئے جلائے ہوئے سگرٹ کی راکھ کو چٹکی سے گرایا اور دل میں کہا۔ کہ کہیں سگریٹ کو باہر پھینکدینے کا خیال اس کے ذہن میں نہ پیدا ہو جائے۔ وہ کانپ اٹھا اور برقی رو آنے سے پیشتر جلال اڑیوں کے بل چلتا ہوا کھڑکی میں پہنچا۔ اور سگریٹ کو باہر پھینکدیا۔ دُور .... بہت دُور، جتنی دُور اُس سے ممکن تھا۔ اور روکھی سی مسکراہٹ لبوں تک لاتے ہوئے سوچنے لگا۔ بھلا ایک مکمل آدمی، محض ایک معمولی سبق پشیمانی کی خاطر موت کو دعوت دیتا ہے۔ ناگاہ اُسے یاد آیا۔ کہ اسی نوعیت کا ایک اور خیال بھی چچا نے اپنی کتاب 'رنگ و آہنگ' میں ظاہر کیا تھا۔ کہ

www.pklibrary.net

انسان اس قدر خود سر اور خود بیں ہے۔ کہ اس پر آسمان کی گردش سے جتنی بھی بلائیں نازل ہو سکتی ہیں یکسر نازل ہو جائیں۔ تو بھی انسان خود کردہ فعل کو غلطی یا گناہ کہنے اور صحیح طور پر پشیمان ہونے کی بجائے لچر باتوں سے دل کی تسلی کے سامان بہم پہنچائے گا۔ وہ ہر وقت بچپن کے گناہوں کو طفلانہ پن، جوانی کے گناہوں کو جوانی نادانی پر اور بڑھاپے کے گناہوں کو انسانی ناتوانی اور کمزوری کے سر تھوپے گا۔ حتےٰ کہ حد سے زیادہ دیر ہو جائے گی۔ اور موت اپنے تلخ جام کے ساتھ اُسکے ہر رگ و ریشہ میں پشیمانی کا سبق سرایت کر دے گی۔ ایک عمیق اور تنقیدی نظر اپنی مختصر سی زندگی پر ڈالتے ہوئے جلال نے کہا۔ کس قدر درست بات ہے ——— برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن... قیامت کب کسی نے دیکھی ہے..... یہی دن تو ہیں... اور اُسکے اس قسم کے سینکڑوں کلمات اب تک ایتھر میں لہروں کی صورت گھوم رہے ہوں گے۔

"میں جلال سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"۔ دفعتہً جلال کے چچا نے بہت نحیف آواز سے کہا۔ اور نہایت آرام و سکون سے اپنی آنکھیں اُسطرف پھیر لیں۔ جلال تیزی سے چچا کی چارپائی کے نزدیک دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔

www.pklibrary.net

"سکینہ ——— سامنا دروازہ تو کھول دو ——— مجھ تک ہوا آنے دو۔" ادیب نے پھر کہا۔

ایک لمحہ کے لئے چاروں طرف خاموشی چھا گئی۔ سکینہ نے دروازہ کھولا۔ ٹھنڈی ہوا ایک دم فراٹے سے اندر داخل ہوئی ... سب نے ادیب کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

"باہر بارش اچھی ہو گئی ہے نا؟"

"جی چچا جان ... کافی برس گیا، پانی۔"

اور اپنی دھندلی آنکھوں میں سے باہر دیکھتے ہوئے ادیب بولا۔

"دنیا کس قدر وسیع ہے .... رنگین اور بے رنگ بھی ———"

"جی ہاں .... بہت وسیع ہے۔ رنگین اور بے رنگ بھی۔" جلال نے چچا کے تخیل کی رو کو سرعت سے بدلتے ہوئے دیکھ کر حیرت سے دہرایا ادیب کے اس طور باہر دیکھنے پر سب لوگ باہر کی طرف دیکھنے لگے۔ باہر کچھ بھی نہ تھا۔ صرف سخت سردی میں ایک اندھا لاٹھی ٹیکتا ہوا جا رہا تھا جلال نے چچا کی طرف دیکھا۔ اُس نے محسوس کیا کہ چچا کچھ کہنے کو تھے۔ مگر قوتِ ارادی کی ناتوانی کی وجہ سے کہہ نہ سکے۔ جلال نے دیکھا دوبارہ حد سے زور لگاتے ہوئے چچا نے کہا۔

"دیکھو جلال بیٹا .... باہر ایک اندھا جا رہا ہے۔ اس کے

www.pklibrary.net

راستہ پر نشیب و فراز دونوں ہیں جنہیں وہ دیکھ نہیں سکتا۔ تاہم اُسے چنداں فکر لازم نہیں۔ اُسکے پاس لاٹھی ہے۔"

ایسے معلوم ہوا جیسے یہ بات کہنے میں ادیب نے اپنی تمام قوت صرف کر دی ہو۔ اُن کو دو ہچکیاں سی آئیں۔ اور اس سے پہلے کہ فضا میں ہا دہو کی آوازیں لرزش پیدا کر دیں۔ ان کا جسم ساکت ہو گیا۔ اور برف کی مانند ٹھنڈا!

(۲)

چچا حبیب احمد کو کفنانے دفنانے کے بعد واپس لوٹتے ہوئے جلال ایک ارتعاش سوزاں محسوس کرتا ہوا بازار کی رونق میں سے گذر رہا تھا۔ سینتیس برس کی عمر خود کو چچا کے مقابلہ پر لاتے ہوئے وہ اپنے آپکو زیادہ معمر محسوس کرنے لگا۔ اور شاید زیادہ تجربہ کار۔ لیکن اس کے خیال میں تلافیِ مافات کے لئے بہت دیر ہو چکی تھی ——— بہت دیر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ مفردات جو کہ انسان کی بہتری کے لئے جمع ہوتے ہیں اپنی ترکیب سے بدن میں کپکپی پیدا کر رہے تھے۔ یکایک اُس کے رونگٹے کھڑے ہونے شروع ہو گئے۔ اور اُسے کانوں میں سائیں سائیں اور نفس کی نوع بہ نوع، موافق اور ناموافق سی آوازوں کے درمیان چچا کے آخری

www.pklibrary.net

الفاظ گونجتے سنائی دیئے ـــــ "باہر ایک اندھا جا رہا ہے۔ اُس کے راستے پر نشیب و فراز دونوں ہیں۔ جنہیں وہ دیکھ نہیں سکتا۔ تاہم اُسے چنداں فکر لازم نہیں۔ اسکے پاس لاٹھی ہے۔"

"کیا یہ الفاظ کسی تشبیہہ مجازی کے حامل تھے یا یونہی ایک گذرتے ہوئے نابینا کو دیکھ کر ایک علیل دماغ کی واہی تباہی ـــــ؟" جلال نے اپنے آپ سے سوال کیا۔ پھر جلال نے سوچا۔ "چچا استادِ استعارہ مانے جاتے تھے اور یہ کبھی ممکن نہیں کہ اپنے حواس کی موجودگی میں وہ الفاظ انہوں نے بے معنی طور پر اور اتفاقاً کہے ہوں گے۔ . . . پھر اُس نے اپنی تمام تر علمیت جو کہ اب گذرے ہوئے زمانہ کی ایک حسین یادگار رہ گئی تھی۔ طلب کیا۔ اور دل ہی دل میں اُن الفاظ کی تفسیر و تشریح کرنی شروع کی۔

خوانچے والوں کی آوازیں، اخبار بیچنے والوں کا شور و غوغا، سینما والوں کے بیانگِ دہل اعلان، ریڈیو میکنک کی دکان کے اندر ایمپلی فائر کی مدد سے بلند ہوتا ہوا گانا۔ خوبصورت نیو ماڈل کاروں کے ہارن اُس کے کانوں میں جگہ پانے سے قاصر رہے۔ اُس کے پاس ہی سے ایک مونگے رنگ کی ڈاج سیڈان گذری۔ جس کو ایک مونگے رنگ کی وردی کا شوفر چلا رہا تھا۔ کار کے اندر ایک نازنین اسی رنگ کی ایک کریپ

www.pklibrary.net

کی نہایت خوشنما ساڑھی پہنے بیٹھی تھی۔ گذرتے ہوئے لوگ رنگ کی اس مشابہت و مطابقت دیکھ کر دل ہی دل میں مسکرا رہے تھے۔ جلال جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کار کی آخری سیٹوں کو دیکھا کرتا تھا۔ اُس نے صرف ایک نظر سے اُس کار میں دیکھا۔ اُسکے فوراً بعد ہی اُس کی نظر چند بھک منگوں کی طرف چلی گئی۔ اور اُس نے محسوس کیا۔ جیسے کوئی کہہ رہا ہو "دنیا کس قدر وسیع ہے، رنگین اور بے رنگ بھی" ——— اور جلال زمین پر نظریں گاڑے ہوئے وہاں سے گذر گیا۔

رٹز ریسٹوران کے خانساماں نے اپنے گاہک جلال کو اپنے کیفے کے نزدیک رُکتے ہوئے دیکھ کر کہا "حضور، پیرس سے پنیر کے دو ورقے سموسے آئے ہیں۔ شامپین سے اُن کا خاص . . . ."

جلال نے ایک سخت نگاہ سے خانساماں کیطرف دیکھا اور کہا "پیچھے ہٹ جاؤ نامعقول" اور خود آگے بڑھ گیا۔

"چچا آخر کتنا سادہ آدمی تھا" جلال نے سوچا۔ اور نفس کُش، صحیح معنوں میں کفایت شعار، خرچ کرنے کی جگہ خرچ کرنے والا، خاموش، سنجیدہ مزاج، مگر بولنے کی جگہ جوشیلا مقرر . . . . حقیقت اور اصلاح کے لئے قدرت کی مثبت و منفی دونوں طاقتوں کا استعمال کرنے والا ——— آخر وہ مکمل آدمی تھا"

www.pklibrary.net

——— ایک دفعہ پھر اُس کے کانوں میں ادیب کے آخری الفاظ گونجے۔ جس طرح تمام روئے زمین پر پھیل چکنے کے بعد ایتھر میں پھر ایک معیّن وقفہ کے بعد لہر آتی ہے ——— "باہر ایک اندھا جا رہا ہے۔ اُس کے راستہ پر نشیب و فراز دونوں ہیں۔ جنہیں وہ دیکھ نہیں سکتا۔ مگر اُسے چنداں فکر لازم نہیں اُسکے پاس لاٹھی ہے۔

تمام پریشانیوں سے اپنی توجہ کو یکسو راغب کرتے ہوئے اب جلال نے مرحوم چچا کے آخری الفاظ کی تفسیر کرنی شروع کی۔ یکایک اُس کی گالوں پر ایک ہلکی ہلکی سرخی جو شفق پر سورج کی پہلی کرن کے نمودار ہونے یا حجلۂ عروسی میں پہلی مرتبہ متقابل جنس کے بازوؤں میں مستغنی ہونے سے دلہن کے چہرے پر ہویدا ہوتی ہے نمودار ہونے لگی۔ اور ایک تلخ سی مسکراہٹ جو دوشیزگی کے وقار کو کھونے کے باوجود پیدا ہوتی ہے۔ مسکراتے ہوئے اُس نے کہا۔

"آخر کتنا عمیق تھا چچا کا مطالعہ۔ انسان کی زندگی کے غیر ضروری، ناقابل توجہ واقعات سے وُہ روزانہ سبق لیتے تھے۔ زندگی کی ہر لطیف جنبش سے اُنہوں نے کچھ نہ کچھ اخذ کیا حتےٰ کہ موت سے پشیمانی۔ اس کی تفسیر اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ انسان اپنے مستقبل یعنی زندگی کے نشیب و فراز اور اونچے نیچے راستہ پر ایک بے خبری کے عالم

www.pklibrary.net

میں جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ ہونے والے واقعات سے آگاہ نہیں۔ وہ اونچی نیچی جگہ کو دیکھ نہیں سکتا۔ جس طرح اندھا آدمی اپنی لاٹھی کی مدد سے اپنا راستہ نشیب و فراز، پانی اور کیچڑ وغیرہ میں سے نکال لیتا ہے اس طرح آدمی اپنی دور اندیشی کی لاٹھی سے اپنی زندگی کو بے خطرہ اور استوار بنا سکتا ہے۔ جس اندھے کے پاس لاٹھی اور جس انسان کے پاس دور اندیشی نہیں۔ وہ دنیا کے نشیب و فراز، پانی اور کیچڑ میں منہ کے بل گرے گا۔"

جلال نے کلائی پر سے چیٹر کی آستین ہٹاتے ہوئے وقت دیکھا۔ ساڑھے سات بجے تھے۔ اور سردیوں میں ساڑھے سات بجے اچھا خاصا اندھیرا ہو جاتا ہے۔ دھند نے سورج کے غروب ہوتے ہی تمام شہر کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ . . . اور یہ بلیرڈ کلب میں جانے کا وقت تھا۔

بلیرڈ کلب، سموکنگ کلب، پریل کلب یہ سب ایک ہی بات تھی۔ یہ سب مہذب مرد عورتوں کی تفریح گاہیں تھیں۔ جلال نے اپنی جیب ٹٹولی پرسوں کی سویپ اور پریل میں اُس نے نہتر روپے جیتے تھے۔ جلال کو وہ کھجلی سی محسوس ہونے لگی۔ جو ہر ایک جیتتے ہوئے کھلاڑی کو اور داؤ لگا کر سب کچھ گنوا دینے کے لئے اُکساتی ہے۔ جلال ایک قدم رُک گیا

www.pklibrary.net

چسٹر کی دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اُس نے فیصلہ کُن اقرار و دعوے سے کہا کہ وہ یقیناً ان روپوں کو کسی بہتر کام میں صرف کریگا۔ وہ اپنی بھولی بسری بیوی کے لئے گرم ساڑھی لائے گا یا اپنے بڑے بیٹے کے لئے جو ایک مقامی کالج میں ایف اے کا متعلم تھا۔ ایک چھوٹی سی لائبریری خریدے گا۔ وہ نظارہ اُس کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا جبکہ اُس کے بیٹے نے نہایت اشتیاق سے کتابیں خرید کر لا دینے کی التجا میں انگلستان کے بڑے بڑے پبلشر انگلیوں پر گن ڈالے تھے۔

آج پھر جلال نے اپنی گذشتہ زندگی پر ایک نظر ڈالی۔ اُس نے دیکھا کہ تمام گذشتہ وقت، جوانی کا بیش قیمت زمانہ اُس نے عیش و نشاط کی محفلوں، مہذب بدمعاشوں کی صحبتوں، طوطا چشم ایکٹرسوں کو طول و طویل چٹھیاں لکھ کر اُن کی تصاویر منگوانے میں گنوایا تھا۔ اور خود کو اُس اندھے کی مانند بنا دیا۔ جس کے پاس لاٹھی نہ ہو۔ اور جسے ہر طرح کا فکر لازم ہو۔ اور اب بھی وہ زندگی کے نشیب و فراز میں دور اندیشی کی لاٹھی کے بغیر بھاگا جا رہا تھا۔ اور وہ بھی بے تحاشا!

اس نے بازار میں گذرتے ہوئے تمام آدمیوں کو دیکھ کر انسانی فطرت کے مطابق اپنے دل کو تسلی دینی شروع کی ——

"ان میں سے کسی کے پاس لاٹھی نہیں ہے۔ اگر ان میں کوئی سنبھلا

www.pklibrary.net

ہوا ہے بھی تو وہ شخص ہے جو کہ لاٹھی کے نہ ہوتے ہوئے بے تحاشا نہیں بھاگتا۔ بلکہ استقلال سے قدم بہ قدم چل رہا ہے۔"

"مجھے کم از کم بے تحاشا نہیں بھاگنا چاہیئے۔" جلال نے دل ہی دل میں خود کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ اُس نے دیکھا کہ وہ خوبصورت استعارے کے زیر اثر خود بھی سُست پڑ گیا ہے۔ اُس کی رفتار ایک عام کاروباری آدمی کی رفتار سے بہت کم ہو گئی تھی۔ جلال نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ اور تیز چلتے ہوئے اُس نے قدرے اونچی آواز سے کہا۔

"اپنی وہ لاٹھی جو میں نے گھر کے ایک کونے میں پھینک رکھی ہے۔ اور جس کی ہستی کو بھی بھول چکا ہوں۔ محنت اور کاوش سے ڈھونڈ نکالونگا اور اُسے استعمال کیا کروں گا۔"

(۳)

شہر کے قمار خانے کی شکل پیگوڈا سے مشابہت رکھتی تھی۔ بنکوک کے ایک اعلیٰ کاریگر نے اُسے بنایا تھا۔ اُس کے چاروں طرف پینتالیس سیڑھیاں تھیں۔ اور صبح و شام شہر کے لوگ سمندر سے آنے والی ہوا سے لطف اندوز ہونے کے لئے وہاں جمع ہو جاتے۔ شراب کے متعلق ملک کے اس حصّے کا قانون سخت گیر نہ ہونے کی وجہ سے کئی شخص پینے کے

www.pklibrary.net

بعد ایک سیڑھی پر بازو رکھ کر اُسے تکیے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے باقی کا جسم نچلی سیڑھی پر رکھے پڑے رہتے تھے۔ جس طرح کسی بڑے دریا کے ریتلے کناروں پر گھڑیال دُھوپ تاپنے کے لئے پاؤں پھیلا کر دنیا و مافیہا سے بے خبر پڑے رہتے ہیں۔ جلال حسب معمول ان انسان نما گھڑیالوں یا گھڑیال نما انسانوں سے بچتا بچاتا قمار خانے کے اندر داخل ہوا۔ اُسکے ساتھی جو دو دن سے اُس کا انتظار کر رہے تھے۔ نہایت خلوص سے اُسے ملے۔ مگر جلال دردِ سر کا بہانہ کر کے ان سے معذرت کا خواہاں ہوا اور ایک آرام کرسی میں دھنس گیا۔

جلال صبح سے بھوکا تھا۔ اور حالت گرسنگی میں آدمی لطیف سے لطیف خیالات تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ جلال جس کا پیٹ طرح طرح کے کھانوں کے علاوہ حرص و ہوا سے تنا رہتا تھا۔ آج اس قابل تھا کہ اُسے دُور کی سوجھ سکے۔ اور وہ گذشتہ زندگی اور روزمرہ کے واقعات کا تصوّر کر کے پریشان و پشیمان ہو بظاہر اس کی آنکھیں قمار بازوں کے سر پر لٹکی ہوئی قندیل پر جمی ہوئی تھیں۔ مگر دراصل وہ نیم خفتہ و نیم بیدار حالت میں تھا۔ اُسے مس میگی کا گھر دکھائی دیا۔ مس میگی شروع شروع میں ایک یورپین سوسائٹی گرل تھی۔ اور ایک بڑے بلند مرتبت خاندان کی چشم و چراغ۔ اُسے پنٹنگ (PUNTING) کی لت پڑ گئی۔ بک میکرز

www.pklibrary.net

نے اُسے خوب لوٹا۔ آہستہ آہستہ وہ اپنے آپ کو پیچھے لگی۔ اور اب اس کے ہاں امیر آدمیوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ . . . . .

تصور میں جلال نے اپنے آپ کو میگی کے دروازے پر کھڑا پایا۔ اُسے دیکھتے ہی وہ دوڑی دوڑی اُسے لینے کے لئے دروازے تک آئی۔ کیونکہ جلال مس میگی کا مستقل، مالدار اور قدرداں گاہک تھا۔ میگی نے اسی انداز سے جو شکایت سے تہی نہ تھی۔ پوچھا۔

"تم گذشتہ دو شب کہاں رہے جلال؟ . . . . . تمہاری طبیعت مضمحل نظر آتی ہے کچھ۔"

ایک اور سرو قد بت تھا۔ جو کہ میگی کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا۔ وہ بت قدرے دھندلا سا دکھائی دیتا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ اُس بت کے منہ میں زبان نہیں ہے۔ مگر پھر بھی کچھ کہنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یکایک اُس بت نے بھی وہی الفاظ دہرا دیئے۔ وہ بت جلال کی بھولی بسری بیوی تھی۔ جلال نے اپنی بیوی اور میگی کے استفسار کا مقابلہ کیا۔ بیوی اُسے اُسی کے لئے چاہتی تھی۔ اور کبھی کبھی شکایت کے آنسو گراتے ہوئے پوچھتی ——— "میں کہتی ہوں . . . . . آپ دو رات کہاں رہے۔ میں یہاں اکیلی تڑپتی رہتی ہوں۔" اور وہ آواز مطلق تصنع اور ناز و انداز کی حامل نہ تھی۔ بلکہ دل ہی سے دماغ سے مشورہ لئے بغیر اُس کے خیالات لبوں

www.pklibrary.net

تک آجاتے۔ لیکن میگی، جلال کو جلال کے لئے نہیں۔ اُس کی جیب کے لئے چاہتی تھی۔ جو عموماً نہیں بلکہ ہمیشہ معمور ہوتی تھی۔

"فیر اڈے . . . . اس دفعہ پھر ہار گیا جلال ـــــ فیر اڈے ہار گیا"۔ میگی نے جلال کو تاسف سے بھری ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا

"اُسے ہارنا ہی چاہئے . . . ." جلال نے جواب دیا۔ اور پھر بولا "میرے عزیز چچا حبیب احمد کل فوت ہو گئے ہیں . . . ." اس وقت اُس کی رحم طلب نگاہیں وہاں بیٹھے ہوئے دو ایک آدمیوں کی طرف اُٹھ گئیں، تمام نے افسوس اور ہمدردی کا اظہار کیا۔ اُن میں سے ایک نے یہ بھی محسوس کیا۔ کہ جلال نے اس عیش و نشاط کے موقع پر یہاں آکر اپنی افسردہ دلی سے تمام انجمن کو افسردہ کر کے اپنی کم فہمی کا ثبوت دیا ہے۔

میگی نے کئی ایک باتوں سے جلال کو تسلی دینی شروع کی۔ اور یہ بھی کہا کہ اس کے نہ آنے سے کتنی بجلیاں تھیں۔ جو اُس پر کوندیں۔ اور کتنے وسوسے تھے جو اُسکے دل میں آئے . . . .

جوں جوں وہ یوریشین لڑکی خوشامد کرتی توں توں جلال کا دل اس سے متنفر ہوتا ـــــ اُس نے ایک ہاتھ اپنی جیب پر رکھ لیا۔ جس کو بچانے کا صرف آج کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے اُس نے تہیہ کر لیا تھا۔ میگی کے پیش کردہ ہاتھ کو پرے دھکیلتے ہوئے ایک روکھی پھیکی مسکراہٹ

www.pklibrary.net

سے جلال نے کہا "تمہیں ایک خبر سناؤں میگی . . . چچا اپنی جائداد کا ایک بڑا حصہ میرے نام چھوڑ گئے ہیں"

"سچ؟" میگی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ یہ بات صحیح معنوں میں اُس کے لئے دل خوش کن اور دل نواز تھی۔ وہ اپنی خوشی کو فریبِ نظر کے دامن میں مستور نہ کر سکی اگرچہ یہ اُس کے پیشے کی خصوصیت ہوتی ہے۔ اور وہ چھپاتی بھی کیسے؟ جبکہ جلال کی نظر نہایت باریک بیں ہو گئی تھی۔ اور اس وقت وہ فولاد کے آر پار بھی دیکھ سکتی تھی۔

"علاوہ اور چیزوں کے چچا مجھے ایک لاٹھی دے گئے ہیں ——— تاکہ میں ٹٹول ٹٹول کر اپنا راستہ بنالوں۔ اور نشیب و فراز میں نہ گروں"۔ جلال نے اپنے آپ کو کہتے ہوئے پایا۔

"کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو جلال . . . . لوٹی کر بے نیاز ہو جاؤ" ——— اور میگی نے سمجھا کہ یہ صرف چچا کی موت کا گہرا اثر ہے۔ جلال نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شباب زوروں پر ہے . . ."

میگی نے اپنے جسم پر ایک چھلپتی ہوئی نگاہ ڈالی۔ اور مسکرائی۔

"کل ڈھل جائے گا"

مس میگی نے دوسری دفعہ اپنے جسم کی طرف دیکھا۔ اور خون اُسکے

www.pklibrary.net

رخساروں اور کانوں کی طرف دوڑنے لگا۔

"تم بوڑھی ہو جاؤ گی اور پھر تمہیں کوئی نہ پوچھے گا..... یہ جتنے بھی بیٹھے ہیں۔ اور میں خود بھی ——" اس نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "تمہارے شباب کے خریدار ہیں۔ جوانی کی شام ہونے پر یہ سب لوگ اپنے اپنے گھروندوں میں جا گھسیں گے۔ تم کو کوئی نہ پوچھے گا۔ پھر تم کیا کرو گی میگی؟"

"یہ سوال تو میں عنقریب ہی تم سے کرتی..... کیا تم اُس وقت میری خبر گیری نہ کرو گے؟"

"ایسا نہیں ہوا کرتا میگی شباب کی رعنائیوں کے خریدار عمر کے ساتھ بوڑھی ہونے والی رعنائیوں کی کھوٹے داموں بھی قیمت ادا نہیں کرتے۔ اگر تم پینٹنگ میں تباہ ہونے کے فوراً بعد ہی شوہر کر لیتیں۔ تو گو زندگی ظاہراً طور پر عیش سے نہ گزرتی۔ تب بھی تمہارا انجام خراب نہ ہوتا۔ عورت سے وابستہ وہ آدمی جسے شوہر کہتے ہیں اپنے بڑھاپے میں معمر بیوی کی بوڑھی اور بھونڈی رعنائیوں کی بھی وہی قیمت ادا کرتا ہے۔ جو اس نے جوانی میں ادا کی ہوگی —— بلکہ اس سے بھی زیادہ —— میں نے تمہارے شباب کو عزیز کیا ہے۔ اور اُسکے لطف کو خریدا ہے۔ مگر بیوی نے بغیر دام لئے اپنے شباب کے جامِ خلوص اور ایثار سے مجھے پلا دیئے۔ اسلئے

www.pklibrary.net

وہی ایک ہستی ہے۔ جو میرے جذبہ ایثار پر تسلط جمانے کا حق رکھتی ہے...
... بیگی! تم اُس اندھے کی مانند ہو جو کہ بے تحاشا بھاگا جا رہا ہو۔ حالانکہ اُس کے پاس لاٹھی بھی نہیں۔ تم نے اپنی لاٹھی یہیں کہیں گھر کے کسی کونے میں بھول کر ڈال دی ہے۔ اُٹھو اسے ڈھونڈھ نکالو۔ اور اسے اپنے مستقبل میں اپنی راہ نشیب و فراز اور کیچڑ سے بچ کر نکال لو... ورنہ رنج و آرام کی گہرائیوں میں جا گرو گی ——"

جلال کی آنکھ کھل گئی۔ اُس نے آخری الفاظ نہایت زور سے کہے تھے۔ قمار خانے کے سب آدمی جلال کی طرف گھور رہے تھے۔ جلال کچھ گھبرا سا گیا۔ اُس نے ویسے ہی اونچی آواز میں کہا۔

"یہ میرے ادیب چچا کے آخری الفاظ ہیں —— اور تم سب لاٹھی کے بغیر ہو۔ جو بالضرور مصائب کی خندق میں اوندھے منہ گرو گے ——"

—— دوسرے لمحہ میں جلال پگیوڈا نما قمار خانے کی پینتالیس سیڑھیوں کو بے تحاشا پھلانگتا ہوا جا رہا تھا۔ اور اُسے اپنے پیچھے بے تحاشا، دیوانہ وار قہقہوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ✦